© rasailojaraid.com

تنزیل و تاویل

سورۃ البقرہ

(۲)

(از جناب مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی)

ایمان کے لیے کفر سے برأت اور بیزاری شرط ہے

امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس اللہ روحہ و نور ضریحہ و متعنا بعلومہ و برکاتہ اپنے ایک طویل مکتوب میں جو عقائد اسلامیہ کی تحقیق میں قلم مبارک سے نکلا ہے فرماتے ہیں :-

ایمان عبارت از تصدیق قلبی است بانچہ از دین بطریق ضرورۃ و تواتر بما رسیدہ است و اقرار لسانی نیز رکن ایمان گفتہ اند کہ احتمال سقوط دارد و علامت این تصدیق تبری است از کفر و بیزاری از کافری و آنچہ در کافریست از خصائص و لوازم آن ہمچناں بستن زنار و مثل آن و اگر عیاذاً باللہ سبحانہ با دعوای این تصدیق تبرا از کفر نماید مصدق دینین است کہ براغ ارتداد متسم است و فی الحقیقت حکم او

ایمان ان چیزوں کی تصدیق قلبی کا نام ہے جو امور دین سے بطریق بداہت و تواتر ہم تک پہنچی ہیں۔ علماء اقرار لسانی کو بھی ایمان کا رکن بتلاتے ہیں مگر یہ رکن بعض حالات میں مثلاً حالت اکراہ و جبر میں ساقط ہو جاتا ہے۔ کفر اور کافری اور اس کے خصائص و لوازم جیسے زنار باندھنا ان سب سے تبری اور بیزاری ایمان اور تصدیق کی علامت ہے اور اگر کوئی شخص باوجود اس تصدیق کا دعویٰ کرنے کے کفر سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حکم منافق است لا الیٰ هٰؤلاءِ ولا الیٰ هٰؤلاءِ پس در تحقیق
ایمان از تبری کفر چاره نبود زیرا که آن تبری قلبی است
و اعلائے آن تبری قلبی و قالبی و تبری عبارت از دشمنی
است با دشمنان حق جل و علا و آں دشمنی خواہ بالقلب
بود اگر خوف از ضرر ایشان داشته باشد خواہ بالقلب
و قالب هر دو در وقت عدم آن خوف کما قال سبحانه
یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ
وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ مؤید این معنی است چه محبت
خدائے عز و جل و محبت رسول او علیه و علی آله الصلوٰة
والتسلیمات بے دشمنی دشمنان صورت نه بندد ع

تولّا بے تبرّی نیست ممکن

این جا صادق است۔

حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیٰ نبینا و علیه الصلوٰة
والسلام ایں همه بزرگی که یافت و شجرهٔ انبیا گشت
بواسطهٔ تبری از دشمنان او تعالیٰ بوده۔ قال الله تعالیٰ
قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ
وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا
مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا
بِكُمْ وَ بَدَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ

تبری اور بیزاری نہ ظاہر کرے تو وہ دو متضاد چیزوں کی
تصدیق کرنیوالا ہی جو فراغ ارتداد سے آلودہ ہوا اور حقیقت یہ
شخص منافق کے حکم میں ہے نہ اِدھر نہ اُدھر پس ایمان کے ثابت کرنے کے
لیے کفر سے تبری ضروری اور لابدی ہے جس کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ
دل سے تبری اور بیزاری ہو اور تبری کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ
وہ تبری قلب اور قالب یعنی زبان اور دل ظاہر اور باطن دونوں سے ہو
اور تبری کے یہ معنی ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ کے دشمنوں کے
ساتھ دشمنی کرنا خواہ وہ دشمنی فقط قلب سے ہو اگر کافروں
کے ضرر کا اندیشہ ہو اور خواہ قلب اور قالب یعنی زبان
اور دل دونوں سے وہ دشمنی ہو جبکہ ان کے ضرر کا کوئی
اندیشہ نہ ہو اور یہ آیت کریمہ (اے نبی تم کافروں اور
منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو) اس معنی کی
مؤید ہے اس لیے کہ خدائے عز و جل اور اس کے
رسول کی محبت اُس کے دشمنوں سے عداوت اور دشمنی
کے بغیر متصور اور ممکن نہیں (مصرع)

تولّا بے تبرّی ہو نہیں سکتا

یہاں بالکل راست آتا ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا و علیه الصلوٰة
والسلام نے یہ جو کچھ بزرگی پائی اور شجرۂ انبیاء ہوئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ ۔
(مکتوبات دفتر اول صفحہ ۳۲۵ مکتوب ۲۶۶)

یہ سب حق تعالیٰ کے دشمنوں سے تبری اور بیزاری ہی کی وجہ سے اُن کو حاصل ہوئی حق تعالیٰ فرماتے ہیں

تحقیق تمہارے لیے ابراہیم اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں میں اسوۂ حسنہ ہے جبکہ اُنھوں نے اپنی قوم سے یہ کہا کہ ہم بالکل بری ہیں تم سے اور ان چیزوں سے جن کی تم پرستش کرتے ہو سوائے خدا کے اور ہم تمہاری تکذیب کرتے ہیں اور ظاہر ہوئی ہمارے اور تمہارے درمیان میں عداوت اور بغض ہمیشہ کے لیے تاوقتیکہ تم تصدیق کرو اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی۔

یہ آیتیں سورۂ ممتحنہ کی ہیں۔ یہ سورت بظاہر اسی مسئلہ کی تحقیق کے لیے نازل ہوئی ہے حاطب بن ابی بلتعہ، جو صحابۂ بدریین اور مہاجرین میں ہیں، ان کے اہل و عیال مکہ میں رہتے تھے۔ انھوں نے اپنے متعلقین کی حفاظت کی خاطر اہل مکہ کو ایک خط لکھ کر خفیہ طور پر روانہ کیا جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس راز کی خبر دی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ پر حملہ کا ارادہ فرما رہے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی کے اس خط کی اطلاع ہوگئی اور وہ خط پکڑا گیا۔ حاطب بلائے گئے تو آپ نے یہ عذر کیا کہ یا رسول اللہ قسم ہے عالم الغیب والشہادہ کی یہ فعل میں نے مسلمانوں کی بدخواہی کے خیال سے نہیں کیا۔ بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ مہاجرین کی تو مکہ میں قرابت اور رشتہ داری ہے اس قرابت کی وجہ سے اُن کے مال و اولاد مکہ میں محفوظ ہیں مگر اہل مکہ سے میری کوئی قرابت نہیں میں دوسری جگہ کا باشندہ ہوں اس لیے میں نے یہ چاہا کہ ظاہری طور پر اہل مکہ کے ساتھ احسان کروں تاکہ اس صلہ میں وہ میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں۔ باقی اس کا مجھکو یقین کامل ہے کہ اللہ ہی کا کلمہ بلند ہوگا اور اس کا رسول ہی مظفر و منصور اور فتحیاب ہوگا اور اس کا سچا دین ہی سب دینوں پر غالب ہوگا۔ میرے اس خط سے اسلام کا تو ذرہ برابر کوئی نقصان نہ ہوگا۔ اور میرا ایک کام نکل آئے گا۔ اس پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی طرف مخاطب ہو کر یہ ارشاد فرمایا :-

اِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكُمْ (بخاری صفحہ ۲۶۰)

یقیناً اس نے بلاشبہ تم سے سچ کہا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس پر یہ سورت نازل ہوئی :-

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَاۗءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ

اے مومنو تم میرے اور اپنے دشمنوں کو ہرگز مت دوست بناؤ کہ تم ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو۔

حاطب بن ابی بلتعہ مہاجری اور بدری ہونے کی وجہ سے بلاشبہ جنتی اور بہشتی ہیں۔ بمقتضائے بشریت ان سے یہ لغزش ہوگئی، اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکیدی الفاظ کے ساتھ اُن کا صادق العذر ہونا بھی بیان فرمادیا، یعنی انہ قد صدقکم میں ان کے صدق کو دو حرف تحقیق ایک انّ اور دوسرے قد کے ساتھ ظاہر فرمادیا۔ مگر بایں ہمہ حق تعالیٰ شانہٗ کو کفار کے ساتھ اُن کی یہ محض ظاہری اور صوری موالاۃ ناپسند ہوئی اور یہ سورت نازل فرماکر بتلادیا کہ کفار کے ساتھ یہ صوری اور ظاہری موالاۃ بھی نہ چاہیئے بلکہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان پر ایمان لانے والوں کی طرح کفار سے تبرّی اور بیزاری اور بغض اور عداوت کا اعلان ضروری اور لازم ہے یہ سورت اول سے آخر تک خدا کے دشمنوں سے تبرّی اور بیزاری ہی کے احکام پر مشتمل ہے۔ قال تعالیٰ :-

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِهٖ۔

کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو دعوے کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں اس پر جو تیری طرف اتارا گیا ہے اور اس پر جو تجھ سے پہلے اتارا گیا تھا، مگر چاہتے ہیں کہ اپنا معاملہ فیصلہ کرانے کے لیے طاغوت کے پاس لے جائیں۔ حالانکہ اُن کو حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں۔

اس آیت شریفہ سے صراحتہً یہ معلوم ہوتا ہے کہ تصدیق کے بعد طاغوت کے ساتھ کفر اور اس کی تکذیب اور اس سے برأت اور بیزاری کا بھی حکم ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو سوتے ہوئے بیدار ہوجائے اگر وہ دس بار بسم اللہ اور دس بار سبحان اللہ اور دس بار اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَکَفَرْتُ بِالطَّاغُوْتِ کی تصدیق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایں نے اللہ کی اور تکذیب کی ہیں نے طاغوت یعنی شیطان کی) پڑھے تو وہ ہر خوفناک چیز سے محفوظ رہیگا۔
(رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر) حصن حصین صے ۲۷

اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا منشا رمبارک یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی تصدیق اور اس کے دشمنوں سے برات اور بیزاری قلب میں ایسی راسخ ہو کہ ایسی غفلت کے وقت میں بھی اس سے ذہول اور غفلت نہ ہونے پائے۔

وقال تعالیٰ شانہ

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ (سورہ مومن)

جب انھوں نے ہماری قوت کا مظاہرہ دیکھا تو پکار اُٹھے کہ ایمان لائے ہم خدائے واحد پر اور کفر کیا ہم نے اُن چیزوں سے جن کو ہم شریک کرتے تھے۔ مگر ہماری قوت کا مظاہرہ دیکھنے کے بعد ان کا ایمان لانا ان کے لیے ہرگز نفع نہ رہا۔ یہ اللہ کی سنت ہے جو اس کے بندوں میں رہی ہے۔ چنانچہ اس جگہ کافر نامراد ہوئے۔

اس آیت شریفہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرک اور مشرکین سے تبری اور بیزاری اگر مشاہدۂ عذاب سے پہلے کرتے تو وہ ان کے لیے مفید اور نافع ہوتی۔ مشاہدۂ عذاب کے بعد اب اس کا وقت نہیں رہا۔

حق جل شانہ نے قرآن کریم میں جا بجا مہاجرین کی جو ثنا، و تعریف فرمائی ہے وہ بھی اسی تبری اور کفر سے بیزاری کی بدولت ہے کہ کفر سے اس قدر بیزار ہوئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں اپنے وطن مالوف اور آبار و ابناء اور اخوان و خلان اور ازواج و قبائل سب ہی سے الگ ہو گئے اور علیٰ ہذا اصحاب کہف کا سوائے ہجرت اور اعتزال عن الکفار کے کوئی اور عمل ایسا نمایاں نہیں کہ اسکی جانب اس منقبت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ کو منسوب کیا جا سکے۔ اصحاب کہف کو یہ تمام درجات و فضائل صرف دشمنان حق جل و علیٰ سے ہجرت کی بدولت حاصل ہوئے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غلبۂ اعدا اور ہجوم دشمن کے وقت سپاہیوں کی معمولی نقل و حرکت بھی بہت وقعت رکھتی ہے بخلاف زمانۂ امن و سکون کے کہ اُس وقت کی غیر معمولی نقل و حرکت بھی کسی شمار میں نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عنفوان شباب کی عبادت زمانۂ پیری کی عبادت سے ہزار درجہ افضل ہے۔ اس لیے کہ زمانۂ شباب میں دشمنان دین یعنی نفس امّارہ اور شیطان لعین کا غلبہ اور ہجوم ہوتا ہے۔ شیاطین اور شہوات کا لشکر ہر طرف سے اس کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔ دشمنان دین کے مقابلہ ہی کی وجہ سے زمانۂ شباب کی عبادت پر عرش کے سایہ میں جگہ دینے کا وعدہ آیا ہے کہ جس دن سوائے عرش رحمٰن کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اس عظیم الشان مسئلہ کے متعلق دل چاہتا ہے کہ کچھ اور لکھا جائے مگر اس اندیشہ سے کہ یہ تطویل موجب ملال نہ ہو اس لیے اس شعر پر ختم کرتا ہوں ؎

اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست

ایمان کی صورت اور اسکی حقیقت حضرات صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ ایمان کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ایمان کی صورت ہے۔ اور اطمینان نفس یعنی نفس کا مطمئن ہو جانا یہ ایمان کی حقیقت ہے۔ اطمینان نفس سے یہ مراد ہے کہ مقتضائے شریعت مقتضائے طبیعت بن جائے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:-

لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعاً لما جئت بہ — تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسکی طبعی خواہش میری شریعت کے تابع نہ ہو جائے

اس حدیث میں ایمان سے یہی اطمینان نفس مراد ہے یعنی نفس اس درجہ مطمئن ہو جائے کہ اللہ اور اس کے رسول کا ہر حکم اُس کو لذیذ اور شیریں معلوم ہو اور اسکی معصیت اور نافرمانی کا ادنیٰ سا خیال اور معمولی سا وسوسہ بھی آگ میں جلنے سے بدرجہا زائد اسپر شاق اور گراں ہو۔ ایمان کی اسی کیفیت اور حالت کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ذاک صریح الایمان (یہی کھلا ہوا ایمان) فرمایا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حاشا و کلا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز یہ مراد نہیں کہ معصیت کا وسوسہ صریح ایمان ہے ورنہ ہم فاسق اور بدکاروں کے ایمان کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان سے زیادہ صریح اور جلی ہونا لازم آئے گا اس لیے کہ ہمارے نفوس تو ہر وقت اسی معصیت کے لیے جولانگاہ بنے رہتے ہیں بلکہ معصیت کے وسوسہ اور خیال کا قلب پر اس درجہ شاق اور گراں ہونا کہ آگ میں جل جانا اس سے آسان معلوم ہو معصیت کی اسی گرانی اور ناگواری کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صریح ایمان فرمایا ہے۔ قال تعالیٰ :-

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ۔

اس وجہ سے کہ انھوں نے اُس چیز کا اتباع کیا جو خدا کی ناراضی کی موجب ہے اور خدا کی رضامندی کو مکروہ سمجھا اور اس سے نفرت کی۔ حق تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال حبط کر دیئے۔

پس جس طرح خدا کی رضا اور اطاعت سے کراہت اور ناگواری اور اس سے نفرت تمام اعمال کو حبط کر دیتی ہے۔ اسی طرح خدا کی معصیت اور اسکی نافرمانی کی کراہت اور اس کے وسوسہ اور خیال ہی سے نفرت اور بیزاری ایمان کو صریح اور روشن اور جلی بنانی ہے۔ اس قسم کا ایمان خاص صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کا حصہ تھا جس کو حق جل شانہ نے بطور امتنان ذکر فرمایا ہے :۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔

اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول ہے اگر وہ بہت سے امور میں تمہاری بات مانے تو تم مشقت میں پڑ جاؤ لیکن اللہ نے تمہاری طرف ایمان کو محبوب بنا دیا اور تمہارے دلوں میں اسکو مزین کر دیا اور کفر اور فسق اور نافرمانی کی کراہت اور طبعی ناگواری تمہارے دلوں میں ڈال دی ایسے ہی لوگ بھلائی پانے والے ہیں محض اللہ کے فضل اور احسان سے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ اس سوراخ میں اژدہا ہے تو ہرگز اُس میں انگلی نہ ڈالے گا۔ اور اگر کوئی شخص سوراخ پر انگلی رکھتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس کو اژدہے کے وہاں ہونے کا یقین نہیں۔ اسی طرح اگر کسی کو یہ یقین ہو جائے کہ اس معصیت اور اس گناہ سے جہنم کے سانپ اور اژدہے اس کو ڈسیں گے تو پھر اس سے معصیت کا صدور ناممکن اور محال ہے۔ لہذا جو شخص بھی معصیت کرتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اس کو خدا کی وعید اور عذاب پر پورا یقین نہیں۔

حدیث میں ہے کہ لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن۔ زانی ہرگز زنا نہیں کرسکتا جبکہ وہ مومن ہو۔ یعنی اگر اُس کو اس عذاب الہٰی اور عقاب خداوندی کا جو زناکاروں کے لیے مقرر ہے پورا پورا یقین اور کامل اطمینان اور انکشاف ہو جائے تو پھر اس سے زنا کا صادر ہونا ناممکن اور محال ہے۔

اور حدیث میں ہے کہ اذا زنی العبد خرج منہ الایمان بندہ جب زنا کرتا ہے تو ایمان نکل جاتا ہے۔ اس حدیث میں ایمان سے اسی یقین اور اطمینان کا زائل ہونا مراد ہے۔ اور حق جلشانہٗ کے اس ارشاد میں :-

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر

ایمان اول سے تصدیق قلبی مراد ہے اور دوسرے ایمان سے ایمان نفس یعنی نفس کا مطمئن ہو جانا مراد ہے۔ کما قال تعالیٰ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ۔

حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل عمیم سے ایمان بمعنی یقین و اطمینان کو نجات کا مدار نہیں قرار دیا بلکہ اپنی بے پایاں رحمت سے ایمان کی صورت یعنی تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہی کو قبول فرمایا اور فقط تصدیق قلبی اور اقرار لسانی پر جہنم سے نجات اور دخول بہشت کا وعدہ فرمایا۔ ہاں تقرب اور وصول الی اللہ کا مرتبہ بغیر اطمینان نفس اور یقین کامل کے حاصل نہیں ہو سکتا۔

ایمان صوری اور ظاہری اگرچہ ایمان حقیقی کے لحاظ سے بہت معمولی اور ادنیٰ شے ہے مگر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کفر اور شرک کے اعتبار سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے ؎

آسمان نسبت بعرش آمد فرود — ورنہ بس عالیست پیش خاک تود

اسی وجہ سے حدیث میں ہے من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ وان زنیٰ وان سرق جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ داخل ہوا جنت میں اگرچہ زنا اور چوری کرے۔ معاذ اللہ اس حدیث سے زنا اور سرقہ کی اجازت اور اباحت مقصود نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اے لوگو! تم کسی طرح لا الٰہ الا اللہ کہہ کر کفر اور شرک کے دائرہ سے نکل آؤ۔ زنا اور سرقہ اگرچہ فی حد ذاتہ کتنے ہی برے کیوں نہ ہوں مگر کفر اور شرک کے سامنے یہ تمام کبائر و فواحش سب ہیچ ہیں۔ بخار اور زکام اگرچہ فی حد ذاتہ مرض اور بیماری ہے مگر سل اور جذام کے مقابلہ میں صحت اور عافیت ہے۔ لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن اور اذا زنی العبد خرج منہ الایمان میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بخار کی طرح زنا کا فی حد ذاتہ مرض ہونا بیان فرمایا۔ ومن قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ وان زنی وان سرق میں زنا اور سرقہ کا کفر اور شرک کے لحاظ سے ناقابل التفات ہونا بیان فرمایا ہے۔ یعنی زنا اور سرقہ کو کفر اور شرک کے ساتھ وہی نسبت ہے جو بخار اور زکام کو سل اور جذام کے ساتھ ہے۔

ہرقل شاہ روم نے جب ابو سفیان سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حالات دریافت کئے تو اس میں یہ بھی دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد آپ کے دین سے بیزار ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے؟ ابو سفیان نے کہا نہیں۔ اس پر ہرقل نے کہا:

وَکَذٰلِکَ الْاِیْمَانُ حِیْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُہٗ الْقُلُوْبَ (بخاری شریف) — ایمان کی یہی حالت ہے جب اس کی بشاشت اور فرحت اور مسرت قلوب میں سرایت کر جاتی ہے۔

اس جگہ بشاشت سے وہی اطمینان نفس اور انشراح صدر مراد ہے جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں یہی حقیقی ایمان ہے جس کے بعد انسان کا مرتد ہونا ناممکن اور محال ہے۔ صوری اور مجازی ایمان کے بعد مرتد ہونا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ممکن ہے مگر حقیقی ایمان کے بعد مرتد ہونا ممکن نہیں۔ چنانچہ حضرات صوفیہ کرام کا ارشاد ہے :۔
اِنَّمَا رَجَعَ مَنْ رَجَعَ مِنَ الطَّرِیْقِ، یعنی جز این نیست کہ جو شخص واپس ہوتا ہے وہ راستہ ہی سے واپس ہوتا ہے۔ منزلِ مقصود پر پہونچ جانے کے بعد واپسی ناممکن ہے اور اس دعاء ماثور اللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا لَا یَرْتَدُّ (اے اللہ میں تجھ سے ایسے ایمان کا سوال کرتا ہوں کہ جس کے بعد ارتداد نہ ہوسکے) میں اسی خاص ایمان کی طرف اشارہ ہے ورنہ ایماناً کے بعد لا یرتد کی قید لگانے کی کیا حاجت تھی۔

علامہ نظام الدین نیشاپوری اپنی تفسیر غرائب القرآن میں فرماتے ہیں کہ ایمان کے تین وجود ہیں۔ ایک وجود عینی۔ دوسرا وجود ذہنی۔ تیسرا وجود لسانی۔ اصل ایمان وجود عینی ہے۔ جب بندہ اور خدا تعالیٰ میں حجابات مرتفع ہو جائیں، اس وقت مومن کے قلب میں ایک نور حاصل ہوتا ہے وہی نور ایمان کا وجود عینی ہے کما قال تعالیٰ :۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ — اللہ دوست ہے اُن لوگوں کا جو ایمان لائے نکالتا ہے ان کو تاریکیوں سے نور کی طرف۔

جب کوئی جدید حجاب مرتفع ہوتا ہے اتنا ہی یہ نور کامل اور قوی ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسلام کے متعلق اسکو شرح صدر ہو جاتا ہے اور نبی کریم اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا صدق اس کے نزدیک آفتاب سے زائد بدیہی اور روشن اور جلی ہو جاتا ہے کما قال تعالیٰ :۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ — جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا وہ اپنے پروردگار کی جانب سے ایک نور پر ہے۔

اور یہی نور قیامت کے دن صراط پر رہنمائی کریگا۔ کما قال :۔

نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ — ان کا نور ان کے سامنے اور داہنی جانب دوڑتا ہوگا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایمان کا نورٌ علیٰ نور ہونا اہل ایمان قیامت کے دن محسوس کریں گے اور جو لوگ اس دار دنیا میں نور ایمان سے محروم اور ظلمات کفر میں گھرے ہوئے ہیں وہ قیامت کے دن بھی اس نور سے محروم رہیں گے

کما قال تعالیٰ:۔

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ جسکو خدا نے نور نہیں دیا پھر اسکے لیے کہیں نور نہیں۔

قیامت کے دن تو ایمان کا نور ہونا سب ہی کو معلوم ہوجائے گا مگر اس دار دنیا میں جب کبھی کسی عارف اور صاحب بصیرت کو ایمان رویائے صالحہ یا کشف سے مکشوف ہوا ہے تو وہ نور ہی کی شکل میں مکشوف ہوا۔

فلسفی کو منکر حنانہ است   از حواس انبیاء بیگانہ است

اور اس نور کا مطالعہ اور تصور یہ ایمان کا وجود ذہنی ہے اور لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت دینا یہ ایمان کا وجود لسانی ہے۔ ایمان کا محض لسانی وجود بغیر اُس نور کے مفید اور کارآمد نہیں۔ جیسا کہ پیاسے کے لیے آب زلال کا فقط تلفظ کافی نہیں جب تک کہ اُس سے سیراب نہ ہو۔ باقی

مرآۃ المثنوی

مرتبہ جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم۔اے رکن دار الترجمہ جامعہ عثمانیہ

مثنوی مولانا رومؒ

کا بہترین ایڈیشن جسمیں مثنوی شریف کے منتشر مضامین کو ایک سلسلہ کے ساتھ اس طور پر مرتب کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا مولانا کے مدعا اور انکی تعلیم کو بڑی آسانی سے سمجھتا چلا جاتا ہے کئی انڈکس اور فہرستیں بھی ہیں جن کی مدد سے آپ حسب منشا جو شعر چاہیں نکال سکتے ہیں ایک بسیط فرہنگ بھی ملحق ہو غرض اس کتاب نے مثنوی شریف سے فائدہ اٹھانے کے لیے ایسی سہولت مہیا کر دی ہے کہ ہر شخص بڑی آسانی سے کتاب کے مطالب پر عبور حاصل کر سکتا ہے۔ کاغذ کتابت۔ طباعت بہترین جلد نہایت اعلیٰ قیمت عہ سکہ انگریزی للعہ سکہ عثمانیہ

دفتر ترجمان القرآن سے طلب فرمایئے

© rasailojaraid.com